REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP. 23.

جلد ۴۴ — شمارہ ۲۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک، بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک، دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

یکم محرم ۱۴۱۶ ہجری — یکم احسان ۱۳۷۴ ہش — یکم جون ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۶ / مئی ایم ٹی اے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں بیرون لندن جماعتی دورہ پر ہیں۔ حضور انور کی سفر و حضر میں خیر و عافیت اور دورہ کی کامیابی اور بخیریت مراجعت کے لئے نیز صحت و تندرستی درازیٔ عمر اور خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں شاندار کامیابیوں کے لئے احباب جماعت دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

-✻-

مشکلاتِ دنیا سے نجات پانے کا آسان طریق

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ ہر ایک دشت پر خار ہے۔ اس میں سے گزرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ گزرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گزر جانا ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشئ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں ورنہ انسان کے تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اس کو دیکھنی پڑتی ہے۔ بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مرجاتا ہے تو صدمہ برداشت کرتا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھ کر اس کی رضا کے لئے اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں وہ بے شک آرام پاتے ہیں ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں۔

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا ہوا چلا جارہا تھا۔ راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مرگیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تجھ کو پہلے سوچ لینا چاہئے تھا مرنے والے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟

دنیا عجیب مشکلات کا گھر ہے۔ بیوی بچوں کے نہ ہونے سے بھی غم ہوتا ہے اور اگر ہوں تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بعض نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں اور صراط مستقیم سے ہٹ کر ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے وسائل بہم پہنچاتے ہیں اور پھر اور مشکلات میں پھنستے ہیں۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جس کے پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا خوش و خرم کھیلتا کودتا جارہا تھا۔ کسی سوار نے اس سے پوچھا کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ جس کی مرادیں حاصل ہو جائیں وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں؟ سوار نے کہا کہ تیری ساری مرادیں کس طرح پوری ہو گئی ہیں؟ اس نے کہا جب خواہشیں چھوڑ دیں تو مرادیں پوری ہو گئیں بات بالکل ٹھیک ہے۔ انسان دو طرح سے ہی خوش ہو سکتا ہے یا تو حصول مراد کے ساتھ یا ترک مراد کے ساتھ۔ اور ان میں سے سہل طریق ترک مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب کی زندگی تلخ ہے بجز اس کے جو اس دنیا کے علاقوں سے الگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آکر خودکشی کر لی ہے۔

دنیا کی لذت خارش کی طرح ہے۔ ابتداً لذت آتی ہے پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر اس میں سے خون نکل آتا ہے یہاں تک کہ اس میں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کی طرح بن جاتا ہے۔ اور اس میں درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ گھر بہت ہی ناپائیدار اور بے حقیقت ہے۔ مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مردے کو اختیار دے دے کہ وہ پھر دنیا میں چلا جاوے تو وہ یقیناً توبہ کر اٹھے کہ میں اس دنیا سے باز آیا۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے کیونکہ وہ دردمندوں کی دعاؤں کو سن لیتا ہے مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ دعائیں مانگنے سے انسان تھکے نہیں تو کامیاب ہوگا۔ اگر تھک جائے گا تو نری ناکامی نہیں بلکہ ساتھ بے ایمانی بھی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھے گا۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کھود خزانہ نکلے گا۔ مگر چار پانچ ہاتھ کھود نے پر اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہیں نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہے گا بلکہ بتانے والے کو بھی گالیاں دے گا۔ حالانکہ یہ اس کی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اس نے پورے طور پر نہیں کھودا۔ اسی طرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو محمول نہیں کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے۔

(ملفوظات جلد ۷ (مطبوعہ لندن) صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم احسان ۱۳۷۴ ہش

ریاض احمد شہید - زندہ باد!

کلکتہ کے مکرم منیر احمد صاحب بانی نے ہمیں پاکستان کے انگریزی روزنامہ ڈان کراچی کے تراشے بھجوائے ہیں جن سے جہاں شہید ریاض احمد کے واقعہ شہادت پر روشنی پڑتی ہے۔ وہیں ہمیں یہ احساس بھی ہوا کہ پاکستان میں بھی حق و صداقت کے لئے کھل کر لکھنے والے موجود ہیں چنانچہ مذکورہ اخبار میں اقبال احمد اور کراچی میں مقیم بھوپال کی عابدہ سلطان کے کالم اس امر کی غمازی کرتے ہیں۔

یہ المناک واقعہ جو ۸ راپریل کو پشاور کی ایک تحصیل "شب قدر" میں بے بس و بے سہارا قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان رونما ہوا پاکستان کے حقوق انسانی کے کھوکھلے نعروں کا آئینہ دار ہے۔

اطلاعات کے مطابق علماء نے جمع ہو کر فتویٰ دیا کہ دولت خان قادیانی ہو جانے کی وجہ سے واجب القتل ہو گیا ہے۔ اس سے علاقے میں کشیدگی پھیل گئی لیکن حکام اپنے منہ پر پٹی لپیٹ کر خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے۔ یہ فتنہ ۱۳ر مارچ کو شروع ہوا۔ اور بانت افغان مہاجر کیمپ کے دارالعلوم کے مہتمم مولوی لعل رحمان نامی کے فتویٰ سے شروع ہوئی۔ جمعرات ۶ر اپریل کو ایک بار پھر دارالعلوم (شاید ہندوستان کے کچھ مولویوں کو بھی یہ بات بری لگے لیکن میں تو ایسے دارالعلوم کو دارالجہالت ہی کہوں گا) کے مولوی اکٹھے ہوئے۔ اور دولت خان کے مرتد ہونے کے فتویٰ کی تجدید کی۔ اس پر انتظامیہ نے مداخلت کرتے ہوئے نقض امن کے خطرہ کے پیش نظر دولت خان اور اس کے عزیزوں کو گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے بعد انہیں جوڈیشل حوالات چارسدہ منتقل کر دیا گیا۔ ان گرفتار شدگان کی ضمانت کے لئے اتوار ۸ر اپریل کی صبح کو مکرم عبدالرشید صاحب، ریاض احمد شہید اور پشاور کے ایک وکیل بشیر احمد کے ہمراہ شب قدر پہنچے شب قدر پہنچنے پر مجسٹریٹ عادل خان کی عدالت کے باہر عبدالرشید اور مخالفین کا آمنا سامنا ہو گیا۔ یہ لوگ عبدالرشید صاحب اور ان کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے۔ عبدالرشید صاحب کو بری طرح زدوکوب کیا گیا جبکہ شہید ریاض احمد نے تحصیل دار کے دفتر میں پناہ لی لیکن یہ حملہ آور درندے جن میں بڑے بڑے داڑھیوں والے محافظین ختم نبوت کے مولوی بھی شامل تھے۔ تمام قسم کے قوانین، اور اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر تحصیل دار کے دفتر میں گھس گئے پولیس اور سفاظتی عملہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی ان درندوں نے دفتر میں داخل ہو کر شہید ریاض احمد کو ڈنڈوں، چھریوں لوہے کی سلاخوں اور چینوں سے مار مار کر نہایت بے دردی سے شہید کر دیا اس طرح انہوں نے اپنے "سچے مسلمان" ہونے اور "مجاہد" ہونے کا ثبوت دیا۔ ایسے مجاہدین کو بلا روک ٹوک جنت الفردوس میں جگہ مل جاتی ہے۔ یہ ہنگامہ اور یہ "خدمت اسلام" قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ پھر شہید مرحوم کے گلے میں رسی ڈال کر کچہری سے گھسیٹ کر باہر لایا گیا اور پھر شب قدر چوک میں نہایت شایان شان طریق پر ختم نبوت کی حفاظت کرنے کی بہادری میں جلسہ منعقد ہوا۔

کچھ سمجھ نہیں آتی کہ اس سانحہ کو کیا نام دیں اسے دہشت کہیں، درندگی کہیں۔ مذہبی تعصب کی انتہا کہیں۔ یا یہ کہیں کہ پاکستان ایک خوفناک جنگل ہے جس میں طرح طرح کے ہیبت ناک جنگلی جانوروں کی حکومت ہے۔ حیرت ہے کہ ایک مظلوم اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پہنچ کر وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ قانون نافذ کرنے والوں کی حفاظت میں ہے لیکن وہ بھی جان بوجھ کر اس مظلوم کو دارالعلوم کے درندوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ اسلام کے مقدس نام پر ظلم و تشدد اور دہشت و بربریت کا ایسا مظاہرہ پیش کرتے ہیں جس کی مثال ڈھونڈنا مشکل ہے۔

مظلوم احمدی پاکستان میں عرصہ بیس سال سے طرح طرح کی مصیبتیں اور ظلم برداشت کر رہے ہیں نہ تو انہیں سکون سے رہنے اور سانس لینے کی آزادی ہے۔ اور نہ ہی وہ مذہبی رسومات کی ادائیگی اپنی مرضی سے کر سکتے ہیں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد ان کے لئے ایک خوفناک جنگل کو عبور کرنے سے زیادہ مشکل ہے شاید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی مظلوم لوگوں کے لئے فرمایا تھا کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا اور اسی پر قائم رہے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ ظلم و بربریت کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ پاکستان کی اور بیسیوں احمدیہ مساجد کے ساتھ ساتھ پاکستان کی راجدھانی میں بھی احمدیہ مسجد کو شہید کر دیا گیا۔ کیا ایسے منافق حکام پاکستان کو بابری مسجد کے انہدام یا چرار شریف کے خاکستر کئے جانے پر مگرمچھ کے آنسو بہانے کا حق حاصل ہے کاش پاکستان اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے۔ اور اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ مذہبی جنون اور بنیاد پرستی ان پر کسی کی طرف سے ٹھونسی نہیں گئی بلکہ یہ خود ان کے اپنے ملک کی پیداوار ہے چنانچہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن حامد ناصر چٹھہ صاحب نے صاف تسلیم کیا ہے کہ "بنیاد پرستی ہمارے گھر کا معاملہ ہے غیر ملکی تعاون مانگنے کی ضرورت نہیں (جنگ لندن ۳۰ر مارچ ۱۹۹۵ء)

اس میں شک نہیں شہید ریاض نے اس دور میں شہادت کی ایک انوکھی مثال پیش کی ہے۔ ایسی مثال جس نے آج سے سو سال قبل سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مرحوم بھائی کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اسی طرح ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے تمام مظلوم احمدیوں کی اپنے خاص فضل سے حفاظت فرمائے۔

یقین جانئے! ان بہادروں کی قربانیاں رنگ لا رہی ہیں دنیا بھر میں بیسیوں مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں عالمگیر طور پر خدمت خلق کے بے شمار کام سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان میں سے ہر ایک شہید اپنی شہادت سے قبل بزبان حال، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے یہ شعر پڑھتا ہے۔ جو آپ نے اس وقت پڑھے تھے جب ظالم کفار مکہ آپ کو میدان شہادت کی طرف گھسیٹ رہے تھے۔

ولست اُبالی حین اُقتل مسلما علی ای شق کان للہ مصرعی
وذلک فی ذات الالٰہ ان یشاء یبارک علیٰ اوصال شلو ممزع

کہ جب میں بحالت مسلمان شہید کیا جا رہا ہوں تو مجھے کچھ پروا نہیں کہ کس پہلو میں گرتا ہوں یہ میری قربانی میرے مولیٰ کے حضور ہے اگر وہ چاہے گا (باقی صفحہ ۱۱ پر)

بانی پولیمرز
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر:
43-1028-5137-5206

طالبان دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۲ بسنت لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ارشاد ہوٹی
زیُن وار جیح
ڈتول اور جھکتا تول
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

قرآن جس خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تمام مسائل کا حل کرنے والا ہے

وہ ایسی خوبیوں کا مالک ہے کہ اس سے بے اختیار محبت ہونا ایک طبعی امر ہے اور تمام فیض اسی کا جاری ہے

ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۷؍ امان ۱۳۷۴ ہش / ۱۷؍ مارچ ۱۹۹۵ء بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر "الفضل انٹرنیشنل لندن" کے شکریہ کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (سورۃ الشوریٰ: ۱۲، ۱۳)

پھر فرمایا:-

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے اپنے نفوس میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور جانوروں میں سے بھی یعنی انعام میں سے، مویشیوں میں سے بھی جوڑے بنائے۔ تمہیں وہ زمین سے اُگاتا ہے یعنی لفظی ترجمہ ہے بیج ڈال کر جیسے کو اُگایا جاتا ہے اس کے لئے لفظ "ذرا" استعمال ہوتا ہے تو وہ زمین میں تمہیں اُگاتا ہے یعنی پرورش فرماتا ہے "لیس کمثلہ شیء" اس جیسا اور کوئی نہیں ہے۔ ان تمام صفات میں کچھ ملتی جلتی باتیں تمہیں دکھائی دیں گی مگر درحقیقت مخلوق کی صفات سے خدا کی صفات کاملہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اس کے مقاصد کا کچھ شعور حاصل ہو جاتا ہے۔ جتنا وہ چاہے، مگر ذات کا فہم ناممکن ہے۔ کیونکہ "لیس کمثلہ شیء" اس جیسا کوئی اور نہیں "وھو السمیع البصیر" اور سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے اور بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

اس سے پہلے یہ بیان فرما کر یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ تمہاری سماعت کی طاقتیں اور طرح کی ہیں اللہ تعالیٰ کی سماعت کی طاقتیں اور طرح کی ہیں۔ یہ جو تم دیکھنا کہتے ہو وہ اور چیز ہے۔ جسے خدا دیکھنا کہتا ہے وہ اور مضمون ہے کیونکہ اس جیسا کوئی نہیں۔ "لہ مقالید السموٰت والارض" آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ یعنی کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا، کوئی عقدہ کھل نہیں سکتا جب تک کہ خدا کوئی کنجی نہ تھمائے۔ اس کے بغیر خدا کا تصور کامل ہونا تو بہت دور کی بات یعنی ناممکن ہے، اس کی مخلوق کا تصور بھی درست نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اُن کو سمجھنے اور حل کرنے کی کنجیاں عطا نہ کرے۔

"یبسط الرزق لمن یشاء" جس کے لئے چاہتا ہے اپنا رزق بسیط فرما دیتا ہے اس کو پھیلا دیتا ہے، کھول دیتا ہے "ویقدر" اور تنگ بھی کرتا ہے اور اندازے بھی مقرر فرماتا ہے۔ بے حساب بھی دیتا ہے اور ناپ تول کر بھی دیتا ہے۔ "انہ بکل شیء علیم" یقیناً وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

عید سے پہلے خطبے میں اور عید کے خطبے میں یہ مضمون شروع ہو چکا تھا اگرچہ پہلے خطبے میں لیلۃ القدر کی بات تھی مگر درحقیقت اس مضمون کا آغاز وہاں سے شروع ہو چکا ہے اور عید کے خطبے میں میں نے کھول کر بیان کیا تھا نسبتاً اور پھر گزشتہ خطبے میں اسی مضمون کو سمجھانے کے لئے فلسفی جس راستے سے خدا تک پہنچنے یا خدا کے نہ ہونے کا نتیجہ پیدا کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہے ہیں ان سے متعلق میں نے مختصراً ذکر کیا تھا۔ اس وقت مجھے خود محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جو سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے کم ہی ہیں جو اس مضمون میں میرا ساتھ دے رہے ہیں اور جو دور بیٹھے ہوئے مختلف علوم کے درجوں پر ہیں ان کے متعلق مجھے کافی رحم آ رہا تھا کہ یہ بے چارے کس مصیبت میں پھنس گئے۔ لیکن میری بھی ایک مجبوری تھی اور ہے۔ یہ مضمون ایسا ہے کہ اس راستے سے گزرے بغیر ان آیات کی تشریح نہیں ہو سکتی تھی جو میں نے آغاز میں تلاوت کی تھیں۔

"لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" میں نے بتایا تھا کہ انسانی آنکھیں کیسی ہی روشن کیوں نہ ہوں، انسانی نظر کیسی ہی تیز کیوں نہ ہو خود اپنی کوشش سے خدا کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ اور اس ضمن میں انسانی کوششوں کی کچھ مثالیں دینا لازم تھا اور ان میں سے بھی میں نے وہ مثالیں چنیں جو دنیا کے چوٹی کے فلسفے، جن کے ناموں کا تمام دنیا میں شہرہ ہے اور کوئی دنیا کا حصہ نہیں جہاں ان کا نام نہ پہنچا ہو اور زمانے گزر گئے مگر ان کی عقل و دانش اور منطق جو صلاحیتیں تھیں ان کو کسی نے ناقص نہیں دیکھا، ناقص نہیں پایا، بلکہ آج بھی آجکل کے فلسفے انہی کی اتباع کرتے ہیں اور بہت سے موجودہ دور کے فلسفے انہیں کے فلسفوں کی بنیاد پر قائم ہوئے ہیں۔ اشتراکیت کا فلسفہ بھی ارسطو کے مضامین میں ملتا ہے بڑی وضاحت کے ساتھ اور افلاطون اور ارسطو دونوں ہی دراصل ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں۔ افلاطون جن باتوں کا آغاز کرتا ہے ارسطو ان کو آگے بڑھا دیتا ہے۔ اور پھر زیادہ گہری چمک پیدا کرتا ہے۔ زیادہ واضح استدلال کے ساتھ ان کے اندر فرق پیدا کرتا ہے۔ یہ باتیں ان کی طرف منسوب کر کے خدا کے تعلق میں مجھے لازماً کہنا تھیں ورنہ آپ کو نہ سمجھ آتی کہ "لا تدرکہ الابصار" کا مطلب کیا ہے۔ پس اتنی بات تو آپ کو سمجھ آ گئی اور یہی کافی ہے۔ ارسطو اور افلاطون اور اس جیسوں کے فلسفے سمجھ آئیں یا نہ آئیں آپ نے کچھ نہیں کھویا، اگر یہ بات جان جائیں کہ جو کچھ انہوں نے پانے کی کوشش کی، اپنی ذات کی کوشش سے وہ ایسی نہیں کہ اسے نہ سمجھ کر آپ نے کچھ کھو دیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی بھی غور ممکن نہیں جب تک خدا اس کی خود مدد نہ فرمائے اور اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی ذات کی فہم انسان کو عطا ہو سکتی ہے جس حد تک اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اجازت دے اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔

پس اب جب آپ سوچیں کہ اس خطبے میں میں کیا باتیں کہہ رہا تھا جس خدا کے تصور تک ارسطو پہنچا ہے بالآخر وہ ایک فلسفہ ہی ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ایک منطقی تصور ہے جس کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق قائم نہیں ہوتا، کوئی تخلیقی تعلق قائم نہیں ہوتا، کوئی تشکر کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، انسان اس کے سامنے جھکتا نہیں ہے۔ اور وہ تصور وہیں ٹھہر جاتا ہے آگے مسائل کو حل نہیں کرتا۔ گویا ایک مسئلہ ہے جسے حل کیا گیا ہے۔ مگر قرآن جس خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تمام مسائل کا حل کرنے والا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں کا مالک ہے کہ اس سے بے اختیار محبت ہونا ایک طبعی

امر ہے اور تمام فیض اسی کا جاری ہے اور اس سے تعلق کے نتیجے میں اس فیض کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

پس وہ خدا جس کو قرآن نے ظاہر کیا ہے یعنی اللہ نے اپنے وجود کا قرآن میں تعارف فرمایا وہ اور چیز ہے۔ اور فلسفیوں کا حاصل کردہ خدا ایک اور چیز ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ خدا تک پہنچے کسی حد تک بھی گرتے پڑتے لیکن ایک کوشش تھی ویسی ہی بات ہے جیسے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا وہ خوش قسمت ہے جو گرتے پڑتے اس مجلس میں جا پہنچے۔ کبھی پاؤں پہ سر رکھا کبھی دامن سے جا لپٹے۔ پہنچے تو ہیں مگر یہ توفیق نہیں ملی کہ کبھی پاؤں پہ سر رکھے، کبھی دامن سے جا لپٹے۔ یہ اہل اللہ ہی کو توفیق ملتی ہے۔ ان کو ملتی ہے جو قرآن سے خدا کا تصور حاصل کرتے ہیں اور قرآن کے ساتھ اس تصور میں آگے۔ فلسفے اور منطق کی باریکیاں آئیں نہ آئیں مقصد حاصل ہو گیا۔

اب جب میں خدا کا تعارف کرواؤں گا جو اللہ نے خود قرآن میں فرمایا ہے، جس کا ذکر احادیث میں ملتا ہے، جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خدا داد گہرے عرفان سے کر ہمارے لئے نسبتاً آسان زبان میں بیان فرمایا۔ نسبتاً آسان زبان اس لئے کہ وہ زبان بھی بہتوں کے لئے مشکل ہے لیکن براہ راست اگر سمجھیں تو بہت مشکل معاملات تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں وہ نسبتاً آسان ہو گئے، اتنے آسان ہو گئے کہ غور کریں اور بار بار مطالعہ کریں تو وہ سمجھ آ سکتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات کو بار بار پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک تو یہ تھا میرا تاثر اور اس کی میں نے وجہ بتائی ہے کہ وہ مجبوری تھی اس کے بغیر چارہ نہیں تھا اور ایک فائدہ تو بہر حال حاصل ہوا ہے۔ میں نے یہاں جب پتہ کروایا کہ لوگوں سے پوچھو تو سہی کہ کیا حال ہوا تو عورتوں کی طرف سے تو یہی رپورٹ ملی کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے یہ کہا کہ جی بس اوپر سے گزرا ہے اور مردوں کی طرف سے مختلف آراء تھیں۔ ایک نے کہا کہ ہم خوب سمجھ گئے تو بعض نے کہا کہ کچھ سمجھ آئی بڑا زور لگانا پڑا۔ بعض نے کہا کہ بس تبرکاً بیٹھے رہے ہیں بس اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوا۔ مگر باہر سے جو خطوط آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ دور بیٹھے کوئی افریقہ کے ملک میں، کوئی جاپان میں، کوئی کسی اور جگہ ان مضامین کو بڑے غور سے سن کر سمجھ بھی چکا ہے بہت حد تک۔ اور ان کے تبصروں سے پتہ چلتا ہے کہ مسلسل وہ مضمون میں ساتھ دیتے رہے اور اس مضمون سے پھر اور باتیں بھی پھوٹیں۔

چنانچہ ایک خاتون کا ایک خط آیا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ آپ جو بات بیان کر رہے ہیں کیا یہ جائز ہوگا میرے لئے کہ اس کے طبعی نتیجے کے طور پر یہ بھی نتیجہ نکالوں۔ بہت باریک نتیجہ تھا اور بعینہٖ وہی نتیجہ آخر میں نے آپ کے سامنے پیش کرنا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عقل عطا کی ہے کہ وہ سمجھ گئیں اور وہ نتیجہ نکالا۔ کچھ اس میں کمزوری تھی وہ بہر حال درست کر دی جائے گی مگر یہ پہنچ بھی بڑی ہے۔ ایک ہمارے فلسطینی کے مبلغ ہیں انہوں نے ایسی چیز کی طرف توجہ دلائی جو میں نے بیان کرنی ہی تھی اور جب میں وہ پیش کر رہا تھا تو اسی وقت مجھے احساس تھا کہ یہ سوال پیدا ہوگا اور ہونا چاہئے اور اس کا حل پیش کرنا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ یہ سنتے ہوئے بہت سے مسائل حل ہوئے لیکن ایک سوال اٹھ کھڑا ہوا ہے اس کا بھی جواب دیں تو میں وہیں سے آج بات شروع کرتا ہوں۔

انہوں نے لکھا ہے کہ آپ نے جو "مالک یوم الدین" بھی فرمایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ صفات باری تعالیٰ میں زمانہ نہیں پایا جاتا تو مالک کی صفت تو زمانے کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ یعنی قیامت کے دن وہ مالک ہوگا گویا اب مالک نہیں ہے۔ تو اس سوال میں کچھ سچائی اس حد تک تو پائی جاتی ہے کہ زمانے کے ساتھ اس صفت کو باندھا گیا ہے۔ پہلی صفات کو نہیں باندھا گیا۔ اللہ تو اسم ذات ہے۔ اللہ، پھر رب، پھر رحمان و رحیم۔ لیکن کسی کے ساتھ کوئی زمانے کا تعلق قائم نہیں فرمایا۔ جب مالک کہا تو "مالک یوم الدین" کہہ دیا۔ اور یوم الدین کی تعریف کیا ہے۔ دیکھیں اس میں کس حد تک زمانہ پایا جاتا ہے اور وہ پہلے معانی سے معارض ہے جو میں نے تعریف کی تھی کہ زمانہ دراصل اسی حد تک خدا کی ذات میں قابل اعتراض ہے جس حد تک اس کی ذات میں تبدیلی پیدا کرنے کا تقاضا کرے۔ اور یہی حقیقی تعریف ہے زمانے کی جو خالق کو مخلوق سے الگ کرتی ہے۔

> قرآن جس خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تمام مسائل کا حل کرنے والا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں کا مالک ہے کہ اس سے بے اختیار محبت ہونا ایک طبعی امر ہے اور تمام فیض اسی کا جاری ہے اور اس سے تعلق کے نتیجے میں اس فیض کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

جس ذات میں تبدیلی ہو رہی ہے اس کا آغاز بھی ہے اس کا انجام بھی ہے۔ ناممکن ہے کہ اس کا کوئی کنارہ نہ ہو۔ جس ذات میں تبدیلی نہیں ہو رہی وہ ذات ہمیشہ کے لئے قائم ہے اس کا کوئی کنارہ پکڑا جا ہی نہیں سکتا، عقل کے منافی بات ہے۔ لیکن اس کے سوا زمانے کے جتنے مطالب ہیں اور اچھے ہیں ان کا خدا سے تعلق ہے۔ ایک تعلق یہ ہے کہ مخلوق کے زمانے کے ساتھ ساتھ اللہ اپنی جلوہ گری فرماتا ہے جو اس کی ذات میں ہمیشہ سے صفات کے طور پر موجود ہے۔ لیکن مخلوق کی طلب، ان کے حالات ان کی قدروں کی مطابق، ان کے ظرف کے مطابق، جب جلوہ دکھاتا ہے تو اس کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ گویا مخلوق کی تبدیلیاں خدا تعالیٰ کے تعلق میں مختلف صورتیں اختیار کرتی رہتی ہیں۔ کوئی تبدیلیاں منفی صورت میں جاری ہیں اور وہ تعلق توڑنے کا موجب بنتی چلی جاتی ہیں۔ کوئی تبدیلیاں مثبت سمت میں جاری ہیں اور وہ تعلق بڑھانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ تو اللہ دونوں سے برابر جلوہ گری میں اس بات کو پیش نظر رکھتا ہے یعنی بیک وقت وہ گرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق گراتا چلا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا ایک جلوہ ہے۔ اور بیک وقت، اسی وقت میں جو تعلق بڑھانے کا استحقاق رکھتے ہیں ان سے تعلق بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ تو زمانہ ان معنوں میں نہیں پایا جاتا جن معنوں میں مخلوق میں پایا جاتا ہے۔ بیک وقت ایک انسان یہ نہیں ہو سکتا کہ اوپر بھی چڑھ رہا ہو، نیچے بھی گر رہا ہو۔ یہ دو ایسی حالتیں ہیں جو حادث حالتیں کہلاتی ہیں اور ان کا اجتماع انہیں میں ممکن ہے جن میں زمانہ پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات جو زمانوں سے پاک ہے ان معنوں میں تو پاک ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ مگر زمانے کے بعض معنے مخلوق کے حوالے سے اس میں ملیں گے۔ آج ایک تعلق ہے کل دوسرا تعلق ہے۔ پرسوں تیسرا تعلق ہے مگر صفات وہی ہیں۔ اور تعلق کے بدلنے کی وجہ مخلوق کی تبدیلی ہے۔ نہ کہ خالق کی تبدیلی۔ تو ایک یہ مضمون ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ "مالک یوم الدین" کو زمانے سے کیوں باندھا گیا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔ اوّل مطلب تو اس کا وہی ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے اور اسی مطلب میں دوسرے مطلب بھی آ جاتے ہیں "وما ادراك ما يوم الدين لا تملك نفس لنفس شيئا والامر يومئذ لله"۔ (الانفطار: ۲۰)

وہ وقت یاد رہے جب کہ "لا تملك نفس لنفس شيئا والامر يومئذ لله" الامر میں کلمہ کا مضمون شامل ہے۔ تمام ترفیصلے کی طاقتیں اور ملک کی طاقتیں خدا کی طرف لوٹ جائیں گی اور کسی اور میں نہیں پائی

جائیں گی۔ اس مضمون میں ایک زمانہ بظاہر پایا جاتا ہے۔ مگر اس پر جب آپ مزید گہرا غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان معنوں میں زمانہ نہیں جو تبدیلی ذات کا مظہر ہو۔

دراصل اس آیت پر غور سے آپ کو سمجھ آئے گی کہ اللہ ہی کا ایک دوسرا نام ہے۔ اللہ ہی سے تعارف شروع ہوا ہے۔ "الحمد للّٰہ" اور یہ الف پر یہ تعارف کمال کو پہنچا ہے۔ جس طرح قرآن کریم جیسے آغاز فرماتا ہے اسی مضمون پر انجام فرماتا ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کی یہ پہلی تعارفی آیت جس مضمون سے بات کو شروع کرتی ہے۔ اسی مضمون کو بدرجہ کمال وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کے بعد اسی پر اختتام فرماتی ہے۔ اللہ کا کیا مطلب ہے اس مضمون کی طرف میں اس کے بعد آؤں گا پھر بات اور بھی زیادہ کھل جائے گی۔ لیکن یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس مالک یوم الدین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف آخرت کا دن، مرنے کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کہ وہ "مالک یوم الدین" ہوگا۔ اس دنیا میں مسلسل یہ "یوم الدین" بعض انسانوں کے لئے اور بعض قوموں کے لئے آتا چلا جاتا ہے۔ اور کبھی بھی زمانہ "یوم الدین" سے خالی نہیں ہے۔ ایک انسان جب موت کے کنارے پہنچتا ہے تو اس وقت وہ اس کا "یوم الدین" آجاتا ہے۔ "یوم الدین" کا مطلب ہے۔ وہ ان صفات سے عاری ہو جاتا ہے، ہو رہا ہے جو صفات اس نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کی تھیں اور اپنی ذاتی بنا بیٹھا تھا۔ کلیتہً ان صفات کو اس سے جو واپس لینے کا وقت آرہا ہے یہ اس کا "یوم الدین" ہے۔

اور "الامر یومئذ للّٰہ" یعنی یہ مضمون کہ امر سارا اللہ ہی کے لئے ہے یہ اس وقت بہت کھل کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ پھر قوموں کے عروج اور تنزل کی تاریخ کو دیکھیں ان کا یوم الدین ہماری آنکھوں کے سامنے تاریخ میں لکھا ہوا صاف موجود ہے کہ کس قوم کا "یوم الدین" کس وقت آیا اور کس وقت خدا کی پکڑ نے ان کو اپنی تمام طاقتوں سے عاری کر دیا۔ وہ نہتی ہو کر پھر اپنی اس ادنیٰ حالت کی طرف لوٹ گئیں جہاں سے اللہ نے ان کو ترقی دی تھی۔ تو کوئی امر کسی کے لئے ذاتی امر نہیں ہے کوئی ملکیت اس کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ پھر جب انسان مرتا ہے تو اپنی جائیداد کا مالک کیسے رہتا ہے۔ اس کا یوم الدین تو آگیا۔ اگر ظاہری جائیداد کے معنے لئے جائیں صفات کے علاوہ تو وہ بھی سب کچھ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو ہماری ملکیتیں بھی عارضی ہیں، ہماری صفات بھی عارضی ہیں اور "یوم الدین" خدا کا ہر آن ہر لحظہ جاری و ساری ہے۔ اور اس کو اگر آنکھیں کھول کر آپ غور سے دیکھیں تو کائنات کے تمام مظاہر میں "یوم الدین" دکھائی دیتا ہے۔ ہر چیز ساتھ ساتھ جزا بھی پا رہی ہے اور سریع الحساب کا یہ مطلب ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سریع الحساب" اور قیامت کے دن پکڑے جاؤ گے تو سریع الحساب کیسے ہوا۔ سریع الحساب یہ ہے کہ ساتھ ساتھ وہ جزاء کا نظام جاری کرتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ جزاء تمہیں دکھائی دے یا نہ دے تمہاری تقدیریں لکھی جا رہی ہیں، فیصلے ہو رہے ہیں تمہاری روح کی ایک منحوس شکل بھی بن رہی ہے جو جہنم کے لائق ہے ایک حسین اور دلکش شکل بھی بن رہی ہے جو جنت کے لائق ہے اس کی تیاریاں ہیں۔ ایک انسان کائنات میں جو قدرت کے مظاہر کو دیکھے اس کے عمل کو دیکھئے تو سارا "یوم الدین" ہی ہے اس کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔

اس آیت کے تعلق میں جب ہم دوبارہ چلتے ہیں تو اللہ دراصل تمام صفات حسنہ یا تمام اسماء کا منبع بھی ہے اور مرجع بھی ہے۔ اللہ کے لفظ سے صفات پھوٹتی ہیں اور اللہ ہی کی طرف واپس لوٹتی ہیں۔ پس اللہ کے تعلق میں فرمایا وہ رب العالمین ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ وہ رب العالمین تو ہے مگر کچھ لوگ بھی رب بنتے ہیں اور ربوبیت میں کچھ نہ کچھ حصہ پاتے ہیں۔ رحمان ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ مائیں بھی رحمان ہیں اور دوست بھی اور اقارب بھی اور محبت میں مبتلاء لوگ بھی رحمان ہو جاتے ہیں۔ وہ اچھا بدلہ دینے والا اور بار بار بدلہ دینے والا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مزدوروں سے بھی بہت حسن سلوک کرتے ہیں، بہت احسان کا سلوک کرتے ہیں ان کے حقوق سے بڑھ کر ان کو بدلہ دیتے ہیں تو رحیمیت میں بھی ایک قسم کا حصہ پا گئے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود ان پر زور نہیں ڈالا۔ مالک پر جو زور ڈالا ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ ان چیزوں میں وہ حصہ تو پاتے ہیں مگر تھوڑے خوش نصیب ہیں جو کچھ حصہ پاتے ہیں اور وہ بھی عارضی اور معمولی سا۔ اس کے باوجود مالک سب بنے بیٹھے ہیں۔ اور ملکیت میں کسی غیر کو برداشت نہیں کرتے اور تمنا بھی یہ ہے کہ ہم ہر چیز کے مالک بن جائیں۔ تو مالک کی صفت ان کی ذات میں اتنا جوش دکھاتی ہے کہ ہر دوسری صفت پر غالب ہے اور جو کچھ ان کا ہے وہ بڑے تکبر اور غرور سے کہتے ہیں یہ ہمارا ہے، یہ ملک ہمارا ہے۔ یہ سب ملکیت کے دعوے ہیں جن پر ساری دنیا میں جنگیں اور لڑائیاں اور ایک دوسرے سے مقابلے جاری ہیں۔ لیکن رحمان کا دعویٰ کوئی انسان شاید ہی کرے کیونکہ اس کے تقاضے بہت ہیں۔ ہر دعوے کے ساتھ ایک فیض کا پھوٹنا لازم ہے۔ مالک کے ساتھ وہ سمجھتے ہیں کوئی فیض کا پھوٹنا یعنی ہماری طرف سے فیض جاری ہونے کا مضمون کوئی تعلق نہیں رکھتا مالک کے ساتھ۔ کیونکہ مالک کا یہ مضمون سمجھ آجاتا ہے کہ جو چاہے کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے مالک ہیں ہم جو چاہیں کریں۔ تو جو چاہیں کریں تو وہ چاہتے ہیں کہ کریں اور وہ بن جاتے ہیں اور جو چاہیں کریں کی خواہش ایسی ہے کہ نہ دنیا کا قانون پھر دیکھتے ہیں نہ خدا کا قانون دیکھتے ہیں دنیا میں مالک بنے بیٹھے ہیں۔ اور جتنے فساد ہیں دنیا میں وہ بالآخر ملکیت سے تعلق رکھتے ہیں وہ جھوٹی ملکیتیں یا ان کا تصور یا ان کی خواہشات جو انسانی فطرت میں ہمیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں جب وہ عمل دکھاتی ہیں تو دنیا میں فساد پھوٹتا ہے۔ اور اس وقت رحمانیت ربوبیت اور رحیمیت سے ہمیشہ ان کا تعلق کٹتا ہے۔ تو رحمانیت اور رحیمیت اور ربوبیت سے تو انسان خود ہی تعلق توڑے بیٹھا ہے اور روزمرہ آئے دن ہمیں دکھائی دیتا ہے بڑی بڑی قومیں، امیر قومیں جب ان کو ربوبیت کے موقع ملتے ہیں غریب قوموں کی ربوبیت نہیں کرتیں۔ کبھی کرتی ہیں کبھی نہیں کرتیں۔ مگر شیوہ نہیں ہے۔ لیکن ملکیت کا شیوہ ایسا ہے کہ کوئی چھوٹا سا جزیرہ بھی ہاتھ آئے تو مجال ہے جو اسے ہاتھ سے جانے دیں۔ اور اس معاملے میں اپنے ہم عصروں اور اپنے رقیبوں اور اپنے ساتھیوں اور اپنے ہم پلہ لوگوں سے بھی لڑائیاں مول لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے "مالک یوم الدین" کہہ کے فرمایا ہے کہ دنیا میں تمہیں یہ دھوکے لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہو کہ رب تو وہ ہے مان جائیں گے، رحمان بھی مانیں گے، رحیم بھی مگر مالک ہم ہیں اور ملکیت میں ہمیں پورا اختیار ہے۔

وہ جھوٹی ملکیتیں یا ان کا تصور یا ان کی خواہشات
جو انسانی فطرت میں ہمیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں
جب کبھی وہ عمل دکھاتی ہیں تو دنیا میں فساد پھوٹتا
ہے اور اس وقت رحمانیت، ربوبیت اور
رحیمیت سے ہمیشہ ان کا تعلق کٹتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "مالک یوم الدین" تم غور کر کے دیکھو تو دراصل جب بھی نتائج کا وقت آتا ہے خدا ہی مالک ہوتا ہے، اس

دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور آخرت کے حوالے سے اسی زمانے کے حوالے سے جب مالک فرمایا گیا ہے تو اس کا تعلق ان تمام صفات حسنہ سے بھی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ وہ وقت ہوگا جب رحمانیت کی صفت بھی کامل طور پر خدا کی طرف لوٹ جائے گی۔ وہ وقت ہوگا جب رحیمیت کی صفت بھی کامل طور پر خدا کی طرف لوٹ جائے گی۔ ہر دوسرا تمام صفات سے عاری ہو جائے گا۔ وہ جو بعض دائروں میں مالک بنے بیٹھے ہیں وہ کسی دائرے میں بھی مالک نہیں رہیں گے اور یہ مضمون ہے آخری موت کا مضمون جو حقیقی معنے رکھتا ہے۔

سائنس دانوں کو سمجھانے کی خاطر میں بلیک ہول (BLACK HOLE) کی مثال ان کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ جو PHYSICIST بلیک ہول کا تصور پیش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں، وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ دراصل بلیک ہول نام ہے صفات سے عاری ہونے کا اور موت کی حقیقی تعریف بھی یہی ہے کہ صفات سے عاری ہو جاؤ۔ اگر صفات سے عاری ہو جائے چیز تو وہ عدم ہے۔ پھر وہ وقت جب کہ خدا کے سوا سب کچھ عدم ہو جائے کسی کی کوئی ذاتی صفت باقی نہیں رہے گی۔ اور اس وقت اگر کسی بندے پر رحم کرتے ہوئے خاص محبت کے نتیجے میں وہ استثنائی سلوک فرمائے گا تو اس حد تک وہ خدا کی صفات کا جلوہ گر رہے گا جس حد تک اللہ نے اس کو امتیاز بخشا ہے۔ اس سے زیادہ کسی کی کوئی ذاتی صفت باقی نہیں رہے گی۔ یعنی خدا کی دی ہوئی صفت بھی واپس اللہ کی طرف لوٹ جائے گی۔

تو مالک دراصل اللہ ہی کا دوسرا نام ہے ان معنوں میں کہ اللہ سے تعارف کا آغاز فرمایا اور اللہ کا دراصل مطلب ہے "الالٰہ" کامل معبود۔ ایک ہی معبود جس کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ یہ جو بحث ہے اس میں کچھ میں مزید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے اور بعض دوسروں کے حوالے سے آپ کو سمجھاؤں گا۔ سر دست یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ میں مالکیت کا تصور بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ پس اللہ سے ذکر شروع کر کے جب "رب" فرمایا تو اس میں بہت سے لوگ رب بنتے ہوئے دکھائی دیتے جو واقعتاً ربوبیت کرتے ہیں۔ بعض امیر قومیں غریب قوموں کی ربوبیت کرتی ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کی ربوبیت کرتی ہیں۔ باپ اپنے بیویوں اور بچوں کی ربوبیت کرتے ہیں۔ دوست عزیز اپنے اقارب کی ربوبیت کرتے ہیں۔ ربوبیت کا نظام تو ساری کائنات میں جاری ہے۔ ایک زمیندار ربوبیت کر رہا ہے جب آپ کے لئے وہ فصلیں اُگاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ وہ ہے جو رب العالمین ہے وہ سب جہانوں کا رب ہے در حقیقت وہی رب ہے اور تمہیں وہم ہے کہ تم بھی ربوبیت کی کچھ مثالیں اپنے اندر رکھتے ہو۔ رحمان بھی وہی ہے اور رحیم بھی وہی ہے۔ یہ تمام باتیں کھل کر روز روشن کی طرح اس وقت تمہیں سمجھ آئیں گی جب یوم الدین آئے گا۔ جب اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں رہے گا۔ مالک پہلے بھی نہیں مگر اب میں دوسرے یوم الدین کی بات کر رہا ہوں۔ ایک تو روزمرہ کا یوم الدین ہے وہ اگر تم نہیں دیکھ سکتے، نہیں سمجھ سکتے تو ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ نہ اس کے سوا کوئی رب رہے گا اور ربوبیت کی ادنیٰ سی بھی صفت اس کے غیر میں موجود نہیں ہوگی۔ یعنی اس کے لئے جو EVENT HORIZON ہے جب کہ تمام صفات سے چیزیں عاری ہو جاتی ہیں۔ تو جیسے مادی دنیا کا ایک بلیک ہول ہوتا ہے اسی طرح روحانی دُنیا کا ایک بلیک ہول آنے والا ہے جس میں تمام مخلوقات ایک غشی کی حالت میں ہوں گی۔ پھر جب خدا اپنے جلوے دکھائے گا تو جو اسرافیل کا صور پھونکنا ہے، دوسرا صور، اس سے مراد یہ ہے کہ از سر نو صفات تقسیم ہوں گی۔ اور از سر نو جو صفات تقسیم ہوں گی وہ آنکھیں بند کر کے ہر ایک کو اسی طرح واپس نہیں کر دی جائیں گی جیسے اس نے سنبھالی ہوئی تھیں وہ استحقاق پر ہوں گی۔ جس نے حقیقتاً رب سے تعلق رکھا تھا اس وقت اس کو ربوبیت کی صفات عطا کی جائیں گی، وہ کن معنوں میں ہیں اس کی تفصیل ہم نہیں جانتے۔

مگر ایک مثال حضرت ابراہیمؑ کی صورت میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سمجھائی ہے جس کا مطلب ہے کہ ربوبیت کی کچھ شکلیں وہاں ضرور جاری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے جو روحانی دُنیا کی سیر کی ہے اس میں یہ دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام بہت لمبے قد کے ہیں اور آپ کے سپرد ان سب بچوں کی تربیت ہے جو بلوغت کی عمر سے پہلے جب کہ شریعت ان پر نافذ نہیں ہوئی تھی اس سے پہلے پہلے دُنیا سے چلے گئے۔ ان کی تربیت کی کیا ضرورت ہے وہ تو معصوم ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ معصوم نہ صرف سزا کا مستحق نہیں ہوتا مگر جزا کا بھی مستحق نہیں ہوتا۔ وہ معصومیت جو ناطاقتی کے نتیجے میں ہے اس معصومیت کی نہ جزا، نہ سزا۔ تو وہ سزا جزاء کے دور سے گزرنے کے نتیجے میں جو صلاحیتیں چمکتی ہیں اور جن سے قرب الٰہی گہرائی میں اتر کر نصیب ہونا شروع ہوتا ہے، وہ تعلق معصومیت کی حالت میں نہیں ہوتا یعنی وہ معصومیت جو بلوغت سے پہلے کی معصومیت ہے۔ اس کے متعلق فرمایا گر وہ کمی جو رہ گئی تھی ان کے نشو و نما میں، قیامت کے بعد جب فیصلے ہو چکے ہوں گے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد یعنی ابراہیمی طاقتیں جن سے ظہور کی آپ نے پرورش فرمائی تھی وہ طاقتیں ہیں ابراہیم کی جو اس وقت جلوہ گر ہوں گی اور ان بچوں کی روحوں کی تربیت کریں گے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ وہاں تربیت کا مضمون ہی کوئی نہیں رہتا تو میں اس کو بتاتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بڑھ کر اور کون سمجھتا ہے۔ باقی کیسے مربی ہوں گے ہم نہیں جانتے مگر میں یہ جانتا ہوں کہ ابراہیم مربی ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ضرور مربی ہوں گے کیونکہ وہ سب مربیوں سے افضل ہیں سب سے زیادہ ربوبیت کی صفات آپ نے حاصل فرمائی تھیں تو اگر بچوں کی تربیت پر مامور ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس دور میں اپنی امت کی اور بالغ لوگوں کی جو بالغ ہو کر مرے ہیں ان کی کس رنگ میں تربیت فرما رہے ہوں گے۔ اور یہ بھی جنت کے مشاغل میں سے کچھ مشاغل ہیں۔

> جہاں جہاں زمانہ کے تصور میں کوئی ناقص معنے ہیں ان سارے تصورات زمانہ سے اللہ مستثنیٰ ہے اور بالا ہے۔

تو مراد یہ ہے کہ "مالک یوم الدین" کا ایک جلوہ ہے کلیۃً نہتہ کر دینے کا۔ ہر چیز، جس کو انگریزی میں کہتے ہیں AS YOU WERE اپنے اصل کی طرف لوٹ جائے گی۔ SQUARE ONE جہاں سے کام شروع ہوا تھا اللہ سے تعارف شروع ہوا، مالک پہ وہ تعارف دوبارہ اللہ کی ذات میں جا کر ختم ہوا۔ ویسا ہی نظارہ ہوگا تمام کائنات اپنی صفات سے کلیۃً عاری ہو جائے گی۔ یہ وہ موت ہے جو کامل موت ہے۔ اس موت سے پھر دوبارہ نشو و نما ہوگی اور صور پھونکنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بگل بجایا تو مردے جاگ اٹھیں گے۔

خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کا پھونکنے سے تعلق ہے "فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ"۔ (الحجر: ۳۰)

جب میں اپنی روح پھونکوں گا آدم میں تب تم نے اس کو سجدہ کرنا ہے۔ تو وہ بگل کا بجانا اور یہ بگل میں پھونکنا دراصل وہ صفات باری تعالیٰ ہیں جو اس دُنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس اس پہلو سے فرشتوں کے دو پہلو بنتے ہیں ایک وہ جو اس دُنیا میں ظاہر ہوتے ہیں اور ایک وہ جو آخرت کے لئے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ویسے فرماتا ہے، چار صفات

اپنی بیان فرماتا ہے۔ رب، رحمان، رحیم، مالک۔ اللہ تو ذات اسم ہے اور چار صفات سے تعلق رکھنے والے فرشتے اس دنیا میں تمام عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن قیامت کے بعد جو عرش ہے اس کے متعلق فرمایا "یحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية" (الحاقہ: ۱۸)۔ اس دن عرش کو آٹھ نے اٹھایا ہوا ہوگا۔ تو جس طرح ہم سے ایک روح نکلے گی جو اعلیٰ درجے کی روح ہوگی جو اس دنیا سے تعلق رکھنے کے لئے موزوں ہوگی۔ اسی طرح فرشتوں کا ایک اعلیٰ تر جلوہ رونما ہوگا۔ گویا چار کی بجائے آٹھ ہو جائیں گے اور یہ جو دگنا جلوہ یا دوسری نوعیت کا جلوہ ہے یہ صور اسرافیل میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی کچھ صفات ہیں جو ہم میں پھونکی گئیں جن سے ہم نے اس دنیا میں زندگی پائی، اس دنیا میں ہم نے نشوونما حاصل کی، روحانی ترقیات کیں۔ وہ سب صفات واپس لوٹیں گی اور پھر بڑھا کر دی جائیں گی اور ہر ایک کو اس کا حصہ رسدی اس کے عمل کے، اس کے استحقاق کے مطابق خدا تعالیٰ کے جلوے پھر بانٹے جائیں گے، یہ دوسرا صور ہے۔ پہلا صور زندگی بخش، ابتدائی زندگی والا ابھی پہلا صور ہے اور موت کے وقت بھی ایک صور ہے جو واپسی کا حکم دے گا۔ پس اصل اسرافیل وہ ہے جو تمام زندگی آغاز سے پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے جاری کردہ نظام کا منتظم ہے، اللہ کی طرف سے مقرر فرمایا گیا ہے۔ زندگی پیدا کرنے کی ساری طاقتیں اور صلاحیتیں اور سارا نظام اس کے تابع کام کر رہا ہے اور یہ صور بھی روزانہ پھونکا جا رہا ہے، ہر لمحہ پھونکا جا رہا ہے۔ جہاں موت زندگی میں بدلتی ہے وہاں یہ صور پھونکا جاتا ہے اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔

پھر وہ صور جس کا ذکر ہے احادیث میں، قرآن کریم میں بھی ذکر موجود ہے، ایسا صور جس کے نتیجے میں سب کلیتہً کالعدم ہو جائیں گے "الا من يشاء" سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو میں نے درس میں چھیڑا تھا، ابھی اور اس پہ تحقیق باقی ہے۔ میرے نزدیک وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں، حضرت موسیٰ نہیں۔ حضرت موسیٰ کو اٹھتے ہوئے دیکھا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے۔ یعنی بہر حال یہ ابھی بحث طلب بات ہے کیوں کہ اس حدیث پر جب تک تحقیق نہ ہو اور تنقیحات نہ قائم ہو نا ہم یقینی طور پر ابھی کوئی اعلان نہیں کر سکتے۔ مگر قرآن کے مطالعہ سے اور حضرت محمد رسول اللہؐ کی ذات کے تعارف سے دل یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ "من" میں محمد رسول اللہؐ کے سوا کوئی اور مراد ہو۔ اگر استثناء ہے تو اس کا ہونا چاہیے جس کو اکیلے کو سب کی شفاعتوں کی اجازت ہے تمام انبیاء بھی اس سے شفاعت پائیں گے۔

> جہاں زمانہ کا کوئی تصور خدا کی ذات میں پایا جانا اس کی تسبیح کرتا ہے اور اس کی حمد بیان کرتا ہے۔ وہ زمانے کا تصور لازماً اللہ تعالیٰ کی ذات میں پایا جاتا ہے۔

اس ضمن میں ایک یہ بھی بات لوگ کہتے ہیں جی جزوی فضیلت تھی۔ میں اس کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ ہمارے علماء جو خصوصاً پرانے علماء ہیں ان سے لے کر آج کل کے علماء بھی اپنے دل کو مطمئن کرنے کے لئے کہتے ہیں یہ جزوی فضیلت ہے اور یہ ایک علماء کا موقف ہے اور اس سے انکار نہیں کہ بعض دفعہ نبی پر ایک غیر نبی کو ایک جزوی فضیلت ہوتی ہے۔ لیکن یہ مضمون وہ بھول جاتے ہیں کہ نبی اور غیر نبی کے تعلق میں ہے۔ اگر نبیوں پر تعلق باندھیں گے تو پھر جزوی فضیلت کا مضمون یہ ہوگا کہ انبیاء کی جو اصل شان ہے اس شان میں تو کسی کو محمد رسول اللہؐ پر فضیلت نہیں ہو سکتی مگر اس کے ثانوی پہلوؤں میں جو نسبتاً ادنیٰ پہلو ہیں ان میں ہو سکتا ہے کسی اور رسول کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر وہ جزوی فضیلت ہو۔ مگر قیامت کے دن اس واقعہ کو جزوی فضیلت قرار دینا میری سمجھ سے بالا ہے۔ وہ وقت جب تفریق کا وقت آئے گا، جب کہ اندھیروں اور روشنی کے درمیان فیصلے کئے جائیں گے اور ایسا وقت ہوگا کہ ساری کائنات کی توجہ گویا اس وقت پر مرکوز ہے۔ اس وقت حضرت موسیٰ کو فضیلت دے دی تو جزوی فضیلت کیسے ہو گئی۔ یہ بعض کے بہانے ہیں یا اگر نفس کے بہانے نہیں تو متقی بھی ایسا فیصلہ کر سکتے ہیں مگر ان کو زیادہ غور کا موقع نہیں ملا ہو۔

اس لئے میرا دل تو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ مان نہیں سکتا خواہ آپ اس کو جزوی فضیلت کہیں یا کچھ اور کہیں کہ قیامت کے دن اس استثناء میں جس میں "من" کا ذکر قرآن کریم فرماتا ہے کہ سب کلیتہً اپنی صفات سے عاری ہو جائیں گے سوائے اس ایک کے ما چند کے جن کو میں چاہوں، اس میں موسیٰ آتے ہوں محمد رسول اللہؐ نہ ہوں۔ لازماً حدیث کے سمجھنے میں کوئی غلطی کی گئی ہے۔ لیکن میں تحقیق کروا رہا ہوں الفاظ میں بھی غلطی ہو سکتی ہے بعض لوگوں کے اپنے جو تصورات ہیں یا سوچیں ہیں وہ بعض دفعہ ان کو بعض لفظوں کو سن کر بھی ان کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتیں۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں بعد میں شاید یہ لفظ کہا گیا ہو۔ جو ہماری مرضی کے مطابق ہے، وہ نہیں کہا گیا ہوگا۔ تو ایسے واقعات احادیث میں ملتے ہیں ایک جگہ نہیں کئی جگہ۔ ملتے ہیں تو انشاء اللہ اس کی تحقیق کی جائے گی مگر اب میں واپس اسی مضمون کی طرف آتا ہوں کہ ملکیت سے کیا مراد ہے۔ "مالک یوم الدین" سے کہ وہ تمام صفات جن کو خدا نے مخلوق کو عطا کر رکھا ہوگا ان کی بھی صف لپیٹ دی جائے گی۔ کلیتہً مخلوق ان سے عاری ہو جائے گی سوائے ان کے یا اس کے جن کو اللہ چاہے کہ ان کو ہم نے اس سے عاری نہیں کرنا۔

اور میرے اس موقف کی تائید میں کہ وہ محمد رسول اللہؐ ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک قطعی فیصلہ کن تفسیر ہے جو اس موقف کی تائید کرتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پہلی صفات میں دوسرے نبی ان معنوں میں حصہ دار ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ان سے حصے عطا کئے۔ بعضوں کو رحمانیت کا مظہر بنایا بعضوں کو ربوبیت کا مظہر بنایا، بعضوں کو رحیمیت کا مظہر بنایا مگر مالک صرف محمد رسول اللہؐ بنائے گئے ہیں۔ مالکیت کا مظہر سوائے حضرت محمد رسول اللہؐ کے کسی اور نبی کو نہیں بنایا گیا۔ اور یہ یوم الدین کا رسول ہے۔ تو دونوں باتوں کی تائید ہو گئی کہ ایک یوم الدین تو بعد میں آئے گا ایک یوم الدین ہے جو آ بھی چکا ہے یعنی آخری قیامت جو دنیا میں رونما ہونی تھی وہ عظیم انقلاب جس میں ساری دوسری صفات چھین لی جائیں گی اور ایک ملکیت کے نقطے پر اکٹھی کر دی جائیں گی یہ اس طرح ظاہر ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے میں نے سمجھا کہ تمام دوسرے نبیوں کے فیوض کے چشمے ختم کر دئے گئے۔ ایک ہی چشمہ جاری رہا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء: ۷۰)

کہ اب وہ بات نہیں کہ ہر چشمے سے جہاں سے تم چاہو فیض اٹھاتے پھرو۔ اب یہ قانون جاری ہوا ہے کہ جو اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے گا۔ "فاولئك مع الذين انعم الله عليهم" یہی وہ لوگ ہوں گے جو انعام یافتہ گروہ میں شامل ہوں گے۔ اس لیے "من النبیین" نبیوں میں سے صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ تو مالکیت کا جلوہ دیکھیں ظاہر ہو چکا ہے۔ کون اس جلوے سے آنکھیں بند کر سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے روحانی طور پر یہ علم عطا فرمایا کہ نبیوں میں محمد رسول اللہؐ مالک ہیں اور کوئی نبی مالک نہیں ہے کیونکہ مالک وہ ہو سکتا ہے جو ماضی سے

بے فیض کر کے ساری طاقتیں اپنی ذات میں اکٹھی کرلے اور یہ توفیق اللہ نے محمد رسول اللہ کو عطا فرمائی ہے اور آپ کی ذات میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ بتائیں کہ جزوی فضیلت آپ کیسے کہہ سکتے ہیں اس بات کو۔ یعنی محمد رسول اللہ اس وقت خدا تعالیٰ کی مالکیت کے جلوہ کا مظہر نہیں بنیں گے، موسیٰ بن جائے گا اس سے سب کچھ واپس نہیں لیا جائے گا۔ پس وہ جو اس دنیا میں مالک سچا ثابت ہو چکا ہے اس کو قیامت کے دن اس مالکیت سے محروم کرنے کا کوئی مقصد ہی نہیں ہو سکتا۔ علماء چاہے بخاری کی حدیثیں پیش کریں یا اور بھی جو چاہے لے کے آئیں ہے انہوں نے لائیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون سے جو سورہ فاتحہ سے بھی ثابت ہے، دوسری آیات سے بھی ثابت ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فتوے کے بعد جو اللہ سے علم پا کر آپ نے مالکیت کا مضمون بیان فرمایا ہے اس کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی میرا دل یہ گوارا کر ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کو تو میں اس زمانے میں مالکیت کے جلوے کا حصہ دار اور اس میں شامل سمجھوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ایسا الگ سمجھوں کہ تمام صفات سے آپ کو محروم کر دیا گیا گویا آپ مالک نہ رہے تو ضرور اس میں اور باتیں ہیں۔ اس پہ اور بھی میں نے غور کیا اس حدیث کے اندر اس کے طرز بیان میں کچھ ایسے رخنے پائے جاتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام پوری طرح یہ نہیں ہو سکتا اس کے اندر دلائل موجود ہیں لیکن جب میں وہ مزید اور باتیں کچھ دریافت کروں، غور کرلوں پھر انشاء اللہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

> ہم ایسے دور میں ہیں کہ آئندہ کا زمانہ ہمارے سپرد کیا جانے والا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مالکیت اب کل عالم پر جلوہ دکھانے والی ہے۔

تو اب میں اتنا بتاتا ہوں کہ "مالک یوم الدین" کے متعلق جو ان کو خیال گذرا ہے، ٹھیک خیال گذرا ہے بظاہر زمانے کے ساتھ تعلق ہے مگر ان دو معنوں میں دراصل اس کا زمانے کے ساتھ تعلق ہونا خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تعریف جو ہم نے بیان کی یہ مطلب تو نہیں کہ وہ لازماً خدا اس تعریف کا پابند ہی ہو گیا ہے۔ وہ تعریف ایک حد تک خدا کی ذات پر صادق آتی ہے۔ اور اسی حد تک صادق آتی ہے جس حد تک اس کی سبحانیت کو زخمی نہیں کرتی کرتی تعریف خدا تعالیٰ کی ذات پہ صادق نہیں آسکتی جو اس کے سبحان ہونے کے مضمون کے منافی ہو۔ اور جہاں حمد پائی جائے اور تعریف سے مراد ہے DEFINATION جہاں غلطی کوئی نہیں ہے خدا کی ذات پہ کوئی داغ نہیں ڈالنے والی، اور حمد کے مضمون کو بیان کرنے والی ہے وہ لازماً درست ہے اسی حد تک اطلاق پائے گی پس زمانہ اگر ان معنوں میں بھی نہ پایا جائے کہ مخلوق کو زمانہ عطا کر دیا اور ان زمانوں سے مستغنی ہو گیا اور ان زمانوں کے مطابق اس کے اقتضاء کو پورا ہی نہیں کر رہا تو یہ زمانہ نہ پایا جانا نہ اس کی ازلیت کی نشانی ہے نہ اس کی ابدیت کی بلکہ نعوذ باللہ من ذالک ایک قسم کی بے رخی اور موت کی دلالت ہے۔ پس جہاں جہاں زمانہ کے تصور میں کوئی ناقص معنے ہیں ان سے تصورات زمانہ سے اللہ مستغنی ہے اور بالا ہے جہاں زمانہ کا کوئی تصور خدا کی ذات میں پایا جاتا اس کی تسبیح کرتا ہے اور اس کی حمد بیان کرتا ہے وہ زمانے کا تصور لازماً اللہ تعالیٰ کی ذات میں پایا جاتا ہے پس یہ بھی اسی رؤیا کا حصہ ہے یہ سوچ ہو رہی ہے۔ عرض کیا تھا کہ وہ چھوٹی ہے اس سے اور پھر رؤیا کے ساتھ ختم نہیں ہوئی بلکہ چشمے کی طرح جاری ہو گئی اور بہت سے ایسے مضامین ہیں اور جو اس میں بیان کرنے والے ہیں۔

میں نے گزشتہ خطبے کے بعد جب لوگوں نے یہ بتایا کہ اوپر سے گزر گیا ہے اور وغیرہ وغیرہ تو گھبرا کر میں نے کہا کہ پھر کیا فائدہ ان بیچاروں کو تنگ کرنے کا جب بات ہی نہیں سمجھ سکیں گے تو بعد میں کسی کتاب کی صورت میں پیش کر دیں گے لیکن ایک شخص نے ایک بہت دلچسپ بات کہی اور اس کا شعر تو وہ نہیں پڑھا مگر مضمون یہی تھا۔

بہرہ ہوں گر تو چاہیئے دونا ہو التفات ٭ سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

کہ ٹھیک ہے ہم بہرے ہیں مگر بہروں کو چھوڑ تو نہیں دیا کرتے اونچی بولا کرتے ہیں، بار بار بولا کرتے ہیں تو آپ کچھ اونچی بولیں، کچھ سمجھانے کی کوشش کریں بجائے اس کے کہ دس خطبوں کی بجائے ایک خطبے میں بات ختم کرنے کا فیصلہ کرلیں ایک خطبے کی بجائے دس خطبوں میں بات کرنے کا فیصلہ کریں تو پھر ہمیں امید ہے کہ ہم انشاء اللہ اس مضمون سے فیض پائیں گے تو وہ بات میرے دل کو لگ گئی اس لئے کہ بجائے اس کہ میں جلدی جلدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے پڑھ کر آپ کے سامنے اس مضمون کو ختم کرنے کی کوشش کرتا اب اللہ کے حوالے ہے جس حد تک خدا تعالیٰ توفیق بخشے گا وہ چیز وہ سلسلہ خیالات یا حقائق کی جستجو کا جو سلسلہ تھا جو اس رؤیا سے پھوٹا جس کو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیر معمولی رہنمائی کرنے والی رؤیا تھی اس میں میں اکیلا شامل نہیں رہوں گا۔ بلکہ انشاء اللہ حسب توفیق آپ کو بھی شامل کرتا رہوں گا۔

> مخلوق کے زمانے کے ساتھ ساتھ اللہ اپنی جلوہ گری فرماتا ہے جو اس کی ذات میں ہمیشہ سے صفات کے طور پر موجود ہے۔ لیکن مخلوق کی طلب، ان کے حالات ان کی قدروں کے مطابق، ان کے ظرف کے مطابق جب جلوے دکھاتا ہے تو اس کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی گویا مخلوق کی تبدیلیاں خدا تعالیٰ کے تعلق میں مختلف صورتیں اختیار کرتی رہتی ہیں۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جو خود چھوٹ رہا تھا جہاں کہیں اٹکا، بعض دفعہ ایک ایک دو دو دن اٹکا رہا اور بات نہیں کھلی تو جب میں نے دعا کی تو فوراً اس کا جواب مل گیا اور پھر وہ بات چل پڑی۔ تو جو سلسلہ باقی ہے وہ بھی دعا کے سہارے جاری ہے اور انشاء اللہ اس کی ضرورت بھی میں محسوس (کرتا ہوں)۔ یہ وقت ایسا ہے کہ یہ دور ہمیں لازماً صفات باری تعالیٰ کے مضمون پر گہرے غور کی ضرورت ہے بعض لوگوں نے مجھے لکھا کہ ہم غور شروع کر چکے ہیں۔ جامعہ کے پرنسپل میر محمود احمد صاحب ناصر نے بھی اپنے طلباء سے پوچھا کیوں نہ غور شروع ہو گیا اس سے مجھے خیال آیا کہ کس طرح غور کریں گے تو خود "سبحان اللہ وبحمدہ ربنا اللھم صل علی محمد" یہ ایسی باتیں کہیں گے ضرور مگر اس کو غور نہیں کہتے یہ مضامین گہرے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب تک روشنی نہ دکھائی جائے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو آپس میں جوڑ کر ان پر اجتماعی غور نہ کیا جائے اس وقت تک صفات باری تعالیٰ پہ غور محض حمد کہنے پر یا قادر کہنے پر یا علیم اور حلیم کہنے پر ہو

ہی نہیں سکتا۔

پھر اس ضمن میں اور بھی مسائل ہیں جوڑے جوڑے خدا کہتا ہے ہم نے پیدا کیا اور صفات کے بھی اکثر جگہ جوڑے جوڑے ہی بیان فرمائے ہیں۔ علیم حکیم، علیم قدیر، رحمٰن رحیم، تو یہ بھی بڑا وسیع مضمون ہے کہ یہ جوڑے کیا معنے رکھتے ہیں۔ ان میں زمانہ تو نہیں پایا جاتا مگر ان کے ملنے سے دوسری صفات پھوٹتی ہیں جس طرح CHEMICAL REACTION سے دو چیزوں کو ملانے سے ایک اور SYNTHESIS ہوتا ہے ایک اور چیز پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح وہ تو وقت کی محتاج ہے مگر خدا کا یہ جو صفات کا تعلق نئے مضمون کو پیدا کرتا ہے یہ وقت سے بالا ہے۔ یہ فرق ہے کیونکہ "لیس کمثلہ شیء" اپنی مخلوق سے وہ مشابہ نہیں ہے۔ اس لئے جب ہم مثالیں بیان کرتے ہیں تو صرف سمجھانے کی خاطر ورنہ حقیقت میں اس سے زیادہ آگے یہ بات خدا کے اوپر اطلاق نہیں پاتی۔ پھر خدا تعالیٰ کے اپنے کلام کے حوالے سے اس مضمون کو مزید سوچا جا سکتا ہے تو اب چونکہ وقت ہو گیا ہے انشاء اللہ باقی باتیں پھر۔ اسم اعظم بھی بتانے والی بات ہے اسم اعظم کس کو کہتے ہیں، کیا معنے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لفظ مشتق ہے یا جامد ہے۔ یہ چار صفات کیوں چنیں خدا تعالیٰ نے اور باقی صفات کو کیوں چھوڑ دیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ مضمون کچھ تو میں پہلے سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بیان کر چکا ہوں لیکن کوشش کروں گا کہ ان کے علاوہ کچھ مضامین جن کا اسی زمانے والی بات سے تعلق بنتا ہے جس حد تک ممکن ہے وہ بیان کروں اور پھر خواہ میرے نزدیک تعلق بنے یا نہ بنے، صفات باری تعالیٰ کا اسماء کا جو مضمون ہے یہ اور بھی جس طرف پھیلایا جا سکے گا۔ کوئی پابندی تو نہیں کہ صرف زمانے کے حوالے سے بات ہو۔ اس دعا کا ایک یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ اسماء کی بات کرو اور اسماء ہیں جو ہر چیز کا منبع ہیں اور اس سے مزید ترقیات عطا ہوں گی۔ اور ہم ایسے دور میں ہیں کہ آئندہ کا زمانہ ہمارے سپرد کیا جانے والا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ملکیت، اس کل عالم پر جلوہ دکھانے والی ہے۔ اور خدا نے ہم عاجزوں اور مسکینوں کو چن لیا ہے تو وہی طاقت بخشے گا وہی صلاحیتیں عطا کرے گا، لیکن وہ صلاحیتیں اسماء باری تعالیٰ پر غور کے نتیجے میں حاصل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

درخواست ہائے دعا

○ — مکرم ریاض احمد صاحب آف امروہہ کافی دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے۔ نیز میرے چچا محمد صدیق صاحب اور ہمشیرہ مبشرہ جہاں و مظفر جہاں اور ان کے بچوں اور جملہ رشتہ داروں کی صحت و تندرستی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محبوب احمد امروہی قادیان)

○ — مکرم عثمان نور صاحب کیرلہ شوگر کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ چند دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت ۲۰/ روپے) (وسیم احمد خورشید نمائندہ بدر کیرلہ)

○ — مکرمہ نصرت حفیظ صاحبہ ہمبرگ (جرمنی) بچوں اور عزیز طاہر احمد صاحب کی دینی و دنیوی ترقیات اور صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (اعانت ۳۰/ مارک)

○ — مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ ہمبرگ اپنی اور اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات اور صحت و تندرستی کے لئے۔ (اعانت ۲۰/ مارک)

○ — مکرمہ زہرہ صاحبہ بوسنیا اپنی اور اہل و عیال کی صحت و تندرستی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے (اعانت ۱۰/ مارک)۔ احباب سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

منقولات

بے نظیر بھٹو خود انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکار

توہین رسالت کے تحت سب سے زیادہ احمدی جیلوں میں بند - ایمنسٹی

واشنگٹن ۱۹ مئی (پی ٹی آئی) ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ پاکستان کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو بذات خود بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکار ہیں اور وہ انسانی حقوق کی برسرعام حمایت کرتی ہیں۔ تاہم ان کے ملک (پاکستان) میں کئی بدعنوانیاں ابھی بھی جاری ہیں۔ اپنی ایک رپورٹ میں انسانی حقوق اور یو ایس سیکورٹی اسسٹینس ایمنسٹی نے کہا کہ پاکستان میں جسمانی اذیت دینا ایک عام سی بات ہے۔ اور پاکستان کی جیلوں میں پولیس حراست میں قیدیوں کو پیٹنا انہیں ٹھوکریں مارنا آبروریزی کرنا بجلی کے جھٹکے دینا۔ جسم کو داغنا وغیرہ وغیرہ معمول کی باتیں ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ نئی حکومت کے ابتدائی ۱۸ مہینوں میں پولیس حراست میں تقریباً ۷۵ اموات ہوئی ہیں۔ اور تقریباً ۳۵ دیگر افراد کو گزشتہ سال بغیر عدالتی کارروائی کے ہی جیلوں میں ٹھونسے رکھا اور ان کو تشدد جھیلنا پڑا۔

پاکستان میں توہین رسالت قانون بھی ایک بڑا انسانی حقوق کا مسئلہ بنا ہوا ہے اور بڑے پیمانہ پر جماعت احمدیہ کے افراد کو اس قانون کے تحت جیلوں میں بند کیا ہوا ہے۔ اور اب تو عیسائی فرقہ کے پیروکاروں کو بھی توہین رسالت قانون کے تحت تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے تحت سیاسی گرفتاریوں کا عمل جاری ہے اور فوج نے سینکڑوں لوگوں کو حراست میں لے رکھا ہے۔ اور ان میں مہاجر قومی موومنٹ کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ سزا سے بےخوفی بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر اکسانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جو لوگ صاحب اختیار ہیں وہ اکثر سزا کے خوف سے بےخوف ہو کر تشدد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ قتل بھی کر دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور اس سلسلہ میں ہوئی بدعنوانیوں کی عدالتی تحقیقات کا عمل بھی قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے غیر تسلی بخش اور سست رو ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ جب کہ موجودہ حکومت انسانی حقوق کے احترام کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ لیکن وہ اس عمل کے نفاذ کے سلسلہ میں نہایت معمولی اقدامات کرتی ہے۔ حکومت نے اعلان کیا تھا کہ وہ توہین رسالت قانون کے تحت سزا کی شدت کو کم کرنے کے اقدامات کرے گی۔ لیکن اس سلسلہ میں انتہائی معمولی نوعیت کی پارلیمانی و سرکاری پیش رفت کی گئی ہے۔

(ہند سماچار جالندھر ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء)

اعلان نکاح و تقریب شادی

☆ — عزیزم مکرم ڈاکٹر طارق احمد خان صاحب نائب مدیر مشکوٰۃ قادیان ابن مکرم بہادر خان صاحب درویش مرحوم قادیان کی تقریب شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ شہناز جبین صاحبہ بنت مکرم سید عبد الحفیظ صاحب آف خانپور ملکی (بہار) ۹؍ اپریل کو بعد نماز عصر عمل میں آئی۔ دعوت ولیمہ میں کثیر تعداد میں احمدی و غیر مسلم افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر جہت سے مبارک کرے اور باعث خیر و برکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ (قریشی محمد فضل اللہ)

☆ — مکرم سلطان احمد صاحب انجینئر حال مقیم قادیان ولد مکرم فضل الرحمٰن صاحب آف کیرنگ کا نکاح مکرمہ امۃ القدوس رقیہ پروین بنت مکرم سلام الدین صاحب مرحوم آف سورو کے ساتھ محترم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ کیرنگ نے ۲۰۰۰۰ روپے (بیس ہزار) حق مہر پر سورو میں پڑھا۔ شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۵۰/ روپے)

(فضل الرحمٰن سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ)

قادیان دارالامان میں

عید الاضحیہ کی مبارک و پُر مسرت تقریب

الحمد للہ ۱۱ مئی کو احمدیہ گراؤنڈ ملحقہ مسجد ناصر آباد میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے صبح ۸-۳۰ پر نماز عید پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ احمدیہ گراؤنڈ میں شامیانہ لگا کر مرد و زن کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔

دو دن قبل سے ہی مضافات قادیان میں کام کرنے والے مسلمان بھائی تشریف لانے لگے جن کا قیام و طعام کا انتظام بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے کیا گیا۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے خطبہ میں تخلیق کائنات کا فلسفہ اور بیت اللہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی عظیم الشان قربانی کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے حج کی ضرورت اور عید کی اہمیت بیان کی۔ آپ نے ہزاروں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے انسانی اخوت و برادری قائم کرنے اور اسلام کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ آج بھی احمدی اس مقصد کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے میں دریغ نہیں کرتے جس کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

خطبہ ثانیہ میں آپ نے تمام حاضرین کو مبارکباد دی اور حضور انور کی صحت و تندرستی مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دُعا کی۔ نیز بعض اور دُعا کے اعلانات بھی کئے۔ نماز عید کے بعد بھی ۶۰۰ کے قریب احباب تشریف لائے تھے۔ جنہیں محترم محمد یوسف صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ دیا۔

عید کے اختتام پر مصافحہ و معانقہ ہوا اور باہر سے آنے والے تمام مہمانان کی لنگر خانہ سے ضیافت کی گئی۔ اس موقعہ پر ۲۶ دیگیں زردہ اور پلاؤ کی پکائی گئیں۔ امسال گذشتہ تمام سالوں کی نسبت زیادہ احباب نے عید الاضحیہ کے موقعہ پر شرکت کی۔ ایک اندازہ کے مطابق چھ ہزار سے زائد مہمان تشریف لائے تھے۔ جن کا انتظام خدام نے نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

المناک حادثہ اور درخواست دُعا

قادیان۔ ۵ مئی۔ احمدی نوجوان رشید احمد اختر صاحب جو اپنے نجی کام کے سلسلہ میں امرتسر جا رہے تھے راستہ میں بس حادثہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم کی نعش بعد نماز ظہر قادیان پہنچی اور بعد نماز مغرب محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے کثیر تعداد میں موجود احباب جماعت سمیت احمدیہ گراؤنڈ میں نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

جواں سال مرحوم کم گو منکسر المزاج اور کئی خوبیوں کے مالک تھے احمدیہ بازار میں آپ بحیثیت دندان ساز کام کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ اور دو چھوٹی چھوٹی بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر اور خود کفیل ہو۔

مرحوم رشید احمد اختر مکرم عبد العزیز صاحب درویش جلد ساز مرحوم کے بیٹے اور مکرم ڈاکٹر مرزا محمد اقبال صاحب درویش قادیان کے داماد تھے۔ اس حادثہ میں جو بٹالہ امرتسر روڈ پر دو بسوں کے شدید طور پر متصادم ہونے سے واقع ہوا دو درجن سے زائد افراد اسکے نتیجہ میں موت کا شکار ہوئے اور کئی شدید زخمی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس حادثہ میں وفات پانے والے تمام افراد کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا کرے۔ نیز زخمیوں کو اپنے فضل سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

تبلیغی و تربیتی مساعی

بنگال و آسام میں ساڑھے تین ہزار سے زائد افراد کا قبول احمدیت

الحمد للہ بنگال و آسام میں ساڑھے تین ہزار سے زائد افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ، محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال، خاکسار حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ نے خصوصی دورہ جے نگر کا کیا وہاں کے سب سے بڑے عالم نے احمدیت قبول کر لی۔ حضور پُر نور نے بنگال و آسام میں تبلیغی امور کو انجام دینے کے لئے کمانڈر جیپ عطا فرمائی ہے۔ جس کے پہلے دورے کے موقع پر ندیا ضلع میں مڈل سکول جو غیر احمدیوں کا ہے نے خاص دعوت پر بلایا جس پر محترم امیر صاحب اور خاکسار گئے۔ اسکول کے اساتذہ اور طلباء نے پُرجوش استقبال کیا اور ہر کلاس میں ہمیں لے جا کر تعارف کروایا۔ میٹنگ ہال میں تمام اسکول کے طلباء و اساتذہ کو محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے بنگلہ زبان میں خطاب فرمایا۔ اور احمدیت کی روز افزوں ترقی کا نقشہ کھینچا۔

چھوٹا انتا، پلاسی جن علاقوں میں نواب سراج الدولہ اور انگریزوں میں تاریخی خون ریز جنگ ہوئی تھی محترم امیر صاحب اور خاکسار نے دورہ کیا جہاں متعدد بیعتیں ہوئیں۔

مبلغین و معلمین اور داعیین الی اللہ بنگال و آسام حضور کی دعاؤں سے بہترین رنگ میں مفوضہ امور انجام دے رہے ہیں۔

جے نگر جہاں کے بڑے علامہ نے احمدیت قبول کی اُن کی بیٹی کو مخالفین نے احمدیت قبول کرنے کے باعث زدوکوب کیا۔

کلکتہ کے ہی ایک علامہ سے خاکسار کا تحریری مباحثہ ہوا۔

۵ فروری ۱۹۹۵ء کو احمدیہ ہال کلکتہ میں آل بنگال مجلس شوریٰ محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ ۲۵ جماعتوں کے نمائندگان نے شمولیت کی۔ محترم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو ترقی بنگال میں سو سال میں جماعت کی ہوئی تھی اس قدر جماعتوں کی تعداد اور ترقی صرف دو سال میں ہوئی ہے۔ اس وقت ہمارے صوبہ میں ۱۱۷ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ ۵۴ علماء نے احمدیت قبول کی ہے۔ آپ کی تقریر کے بعد خاکسار نے دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریوں پر نمائندگان شوریٰ کو مخاطب کیا۔

۲۵ جنوری تا ۴ فروری ۱۹۹۵ء کلکتہ بک فیئر جو اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا افتتاح جیوتی باسو چیف منسٹر بنگال نے کیا۔ جماعت احمدیہ نے بھی بک اسٹال لگایا۔ جس میں لوگ تشریف لاتے کتابیں خریدتے اور تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ بعض علماء اور بہائیوں سے مباحثات بھی ہوئے۔ اخبار آزاد ہند نے جماعت احمدیہ کے اسٹال کا خصوصی ذکر کیا۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ بنگال)

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم

★ جماعت احمدیہ کرڈاپلی کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبیؐ مسجد احمدیہ میں ۲۹ اپریل کو منعقد ہوا۔ محترم محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمدیہ کرڈاپلی نے جلسہ کی صدارت کی جس میں تلاوت و نظم کے علاوہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے بعض پہلو بیان کئے گئے۔ دُعا کے بعد جلسہ کے اختتام پر شیرینی تقسیم کی گئی۔ (سید فضل نعیم احمدی معلم وقف جدید)

★ مورخہ ۳۰ اپریل کو بعد نماز عصر مسجد بیت الخالق عثمان آباد میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کئے گئے۔

(عبد العظیم صدر جماعت احمدیہ عثمان آباد)

★ مورخہ ۳/۵/۹۵ کو جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے زیر اہتمام بعد نماز مغرب و عشاء جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے کی۔ تلاوت و نعت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ (شوکت انصاری مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ)

رہے تھامے علم تیرا مسیح پاکِ یزدانی

۱ موجوں میں تلاطم تھا، تزلزل تھا ایوانوں پر
جنوں رقصاں و نازاں تھا، بھارت کے دیوانوں پر
چلے تیر و تفنگ پیہم، حرم کے پاسبانوں پر
نگاہیں بن کے فریادی، اُٹھی تھیں آسمانوں پر
رہی برسوں مگر چھائی شبِ تاریکِ طولانی
رہے تھامے عَلَم تیرا مسیحِ پاکِ یزدانی

۲ حائل خون کے دریا، شناور پھر بھی آ پہنچے
چلے تیغ و سناں لیکن، دلاور پھر بھی آ پہنچے
سروں کو رکھ ہتھیلی پر، مجاہد پھر بھی آ پہنچے
مُرادِ زندگی پائی، درِ احمد پہ آ پہنچے
خدا کا ہے شکر بعد وہی اک ذاتِ لافانی
رہی برسوں مگر روتی شبِ دیجور طولانی

۳۔ مٹا دو ہستیٔ مُسلم، بجا پھر زور نقارہ
وہ نکلے کھیلنے ہولی، جیتے سورما بارہ
صبر اے ناقۂ ہمت ادھر ہاتف نے للکارا
حیاتِ سرمدی پالے، یہی اک دور ہے نیارا
کبھی یہ دور پھر آئے نہیں اُمید اے جانی
رہی برسوں مگر چھائی شبِ منحوس دیوانی
رہے تھامے علم تیرا مسیحِ پاک یزدانی

۴ بدر کی خاک کے پتلے، رگوں میں خون شہدا کا
سروں پر تاج ہے پہنا، شہیدِ ابنِ حیدر کا
سینے میں عزم پختہ، صحابِ شعبِ طالب کا
عجب خورشید ہے روشن، یہاں پر طورِ سینا کا
یہاں کوکب قمر روشن مجسم نورِ سبحانی
رہے روشن سدا یارب، شمعِ درویش نورانی

۵۔ ملک را استخواں ان کی بنا ہے عُروہ وثقیٰ
ملائے اوّل و آخر، یہی ہے عُروۂ وثقیٰ
مفسرؔ آخریں منہم کھولیں راز سربستہ
مسیحا کے نشانوں میں نشاں ہے اجلا و اصفا
رموزِ مملکت دانند خلیفۃ المسیح الثانی
الٰہی درگذر فرما، میری ہے بھول نادانی

۶۔ خدایا لاج رکھ لینا، میرے ان بکھرے بالوں کی
یارب دور کر دینا خطائیں ان خیالوں کی
صرف دیکھی زبوں حالی فلک نے ان بے حالوں کی
یہی ہے شانِ درویشی سراپا عشق والوں کی
رہی چالیس برس چھائی، شبِ غربت پریشانی
رہے تھامے علم تیرا مسیحِ پاک یزدانی

(خورشید پربھاکر۔ درویش قادیان)

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

تو میرے کٹے ہوئے جوڑ جوڑ پر برکت نازل فرمائے گا۔

شہداء احمدیت کے کٹے ہوئے ہر جوڑ پر نازل ہونے والی برکتیں آج اللہ کے فضل سے احمدیت کو بھی حاصل ہیں۔ ان کے مُبارک خون سے یہ پودا نہ صرف ہرا بھرا ہے بلکہ ایک تناور درخت بن چکا ہے۔

شہداءِ احمدیت زندہ باد! شہید ریاض احمد۔ زندہ باد!!

(مُنیر احمد خادم)

خاص نمبر کے متعلق ضروری اعلان

قبل ازیں اعلان کیا جاچکا ہے کہ مخالفین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل بدر کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔

بعض وجوہات کی بناء پر اس کی اشاعت میں کچھ دیر ہے کیونکہ پہلے صرف سو صفحات کا اندازہ لگایا گیا تھا اور اب یہ ٹائٹل سمیت یکصد چالیس صفحات پر مشتمل ہو گیا ہے۔ کاپیاں پریس میں جا چکی ہیں تھوڑا کام باقی ہے ابھی بھی موقع ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب اس کی خریداری میں حصہ لیں کیونکہ یہ قیمتی اور تاریخی نمبر ہر داعی الی اللہ اور مبلغ اسلام کے لئے مفید ہوگا۔ اسی طرح زیر تبلیغ غیر احمدی احباب کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں یہ بہترین مستند اور از حد مفید طریقہ تبلیغ ہوگا۔

چونکہ یہ شمارہ تبلیغی اغراض سے شائع کیا گیا ہے اس لئے باوجود اس قدر ضخیم ہونے کے قیمت صرف دس روپے (-/۱۰) رکھی گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی خریداری اور اعانت کر کے ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

(مینجر بدر قادیان)

Star ★ CHAPPALS
PHONE:- 543108
WHOLLESELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY,
KANPUR-1 PIN-208001

طالبِ دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
contact:-
TAAS & CO
P-48, PRINCEP STREET:- CALCUTTA -700072
PHONES:- 263287, 279302-

اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں عید الاضحیہ کی بابرکت تقریب

اور صومالیہ کے ۱۶ افراد کی بیعت

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا سب سے بڑا عید الاضحیہ کا اجتماع ۱۰ رمئی بروز بدھ اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔ جس میں لندن کے گرد و نواح کے علاقوں سے پانچ ہزار کے قریب مرد و زن شامل ہوئے۔ اس عید پر بھی کثرت کے ساتھ بوزنیا کے مسلمان بھائی بہن اہل دعیال کوچز کے ذریعہ اسلام آباد پہنچے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساڑھے دس بجے نماز عید پڑھائی۔ اس کے بعد خطبہ ارشاد کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیات ۱۲۶ تا ۱۳۰ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات کریمہ میں جو منظر زندہ کیا گیا ہے وہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا منظر ہے۔ حضور نے حضرت ابراہیم ؑ کی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دعائیں بڑی شان کے ساتھ قبول ہوئیں۔

حضور نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کا آخری بلند ترین مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ظاہر ہوا۔ اور جیسا کہ ایک اسماعیل حضرت ابراہیم ؑ کو عطا ہوا تھا اسی طرح ایک روحانی فرزند حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا ہونا تھا اور یہ وہی روحانی فرزند ہے جس کا ذکر "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" میں فرمایا گیا ہے۔ پس وہ قربانی کا دور جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ؑ نے مل کر کیا تھا وہ آئندہ زمانوں میں دو ادوار میں پھیل جانا تھا۔ ایک اول ابراہیمی دور یعنی حضرت محمد رسول اللہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آخری تکمیل یافتہ صورت تھے اور دوسرا اسماعیلی دور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند نے ان قربانیوں کو از سر نو زندہ کرنا تھا اور ان قربانیوں کا تعلق آخرین سے تھا یہ وہ خوش نصیب دور ہے جس میں سے ہم اب گذر رہے ہیں۔

حضور نے شب قدر میں چوہدری ریاض احمد صاحب شہید کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج بھی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کے رستے پر چلتے ہوئے جماعت احمدیہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار بیٹھی ہے اور اس کے عملی ثبوت پیش کر رہی ہے۔

ہجرت کے گیارہ سال پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے الہام الٰہی "بعد گیارہ انشاء اللہ" کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ جو بھی تبدیلیاں رونما ہوں گی بالآخر اس آخری فتح پر منتج ہوں گی جس کا وعدہ ہم سے کیا جا چکا ہے اور کوئی نہیں جو اس وعدہ کو ٹال سکے۔ نماز ظہر و عصر کے بعد قریباً ڈیڑھ بجے اجتماعی بیعت میں کاذبان کے ایک مخلص دوست اور صومالیہ کے ۱۶ افراد نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (مترجمہ بشیر الدین سامی)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس انصار اللہ بھارت کے اٹھارویں سالانہ اجتماع کے لئے ۱۹ - ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ ان تاریخوں میں انشاء اللہ قادیان دارالامان میں یہ اجتماع منعقد ہوگا۔

ناظمین علاقائی اور زعماء کرام سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ انصار کو اس بابرکت اجتماع میں شرکت کرنے کی تحریک کریں اور خود بھی تشریف لائیں۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت

بابت سال ۱۹۹۵ء

جملہ اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ امسال مجلس انصار اللہ بھارت قادیان کیطرف سے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۷ ر اگست ۱۹۹۵ء بروز اتوار ہوگا۔ اراکین ابھی سے اسکی تیاری شروع کر دیں تا امتحان بر وقت ہو سکے۔ زعماء کرام اس ضمن میں اراکین کو کما حقہ تعاون دیں۔ اور درس و تدریس کا مناسب انتظام فرمائیں۔ ناظمین اور مبلغین سے بھی اس تعلق سے کما حقہ تعاون کی امید کی جاتی ہے۔ دینی نصاب کی تفصیل اس طرح ہے:

قرآن مجید باترجمہ پارہ لن تنالوا (سورہ آل عمران آیت ۹۳ تا ۱۹۵) — ۵۰ نمبر

تبلیغ ہدایت صفحہ ۲۱۴ تا آخر — ۲۵ نمبر

دینی معلومات کا بنیادی نصاب باب اول صفحہ ۴۶ تک — ۲۵ "

توقع کی جاتی ہے کہ جملہ اراکین اپنے طور پر کشتی نوح سے حصہ تعلیم کا مطالعہ کریں گے اور مجالس اپنے اپنے ہاں اس حصہ کا درس دیں گی اس کا امتحان نہیں لیا جائیگا۔

دینی نصاب کا امتحان حسب ذیل طریق کے مطابق لیا جائیگا۔

۱۔ صف دوم کے انصار سے باقاعدہ معروف طریق کے مطابق لیا جائے گا

۲۔ صف اول کے انصار کو OPEN BOOK EXAMINATION کی رعایت دی جاتی ہے۔ البتہ ان میں سے جو انصار شق نمبر ۱ کے معیار کے مطابق دینا چاہیں انہیں اجازت ہے مندرجہ بالا دونوں شقوں کے علاوہ جو انصار کسی معذوری کے باعث اگر پرچہ جات نہ لکھ سکتے ہوں تو ان سے زبانی امتحان لیا جائیگا۔ تاکہ اس طرح زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار دینی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی معلومات بڑھا سکیں۔

جملہ زعماء کرام اپنی اپنی مجالس انصار اللہ کے اراکین کی تعداد سے جو امتحان میں شرکت کریں گے دفتر ہذا کو جلد مطلع فرمائیں۔ تاکہ اس کے مطابق انتظامات کئے جا سکیں۔ مذکورہ بالا کتب مجالس کی طرف سے آرڈر ملنے پر دفتر مہیا کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت

واقفین نو بچوں کی تعلیم و تربیت اور جسمانی صحت کی طرف خصوصی توجہ کریں!

شادی کارڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم السلام علیکم لکھنے

پر قید اور جرمانہ

(پریس ڈیسک) ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے ایک احمدی مسلمان مکرم ناصر احمد صاحب نے ۱۹۹۲ء میں اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر دعوتی کارڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم السلام علیکم اور نکاح مسنونہ کے الفاظ تحریر کئے جس کی وجہ سے ان پر زیر دفعہ ۲۹۵/ سی ۲۹۸/ اے اور ۲۹۸/ سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ مکرم ناصر احمد صاحب کی ضمانت ماتحت عدالتوں میں نہ ہو سکی حتیٰ کہ سپریم کورٹ میں جانا پڑا۔ تب جا کر ان کی ضمانت منظور ہوئی۔

ان کا کیس شیخوپورہ کے ایڈیشنل سیشن جج مسٹر محمد اکرم ذکی کی عدالت میں چل رہا تھا جنہوں نے مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۵ء کو انہیں چھ سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ وہ ضمانت پر رہا تھے مگر ۲۳ ر اپریل کو انہیں دوبارہ گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا ہے۔ احباب کرام سے تمام پاکستانی احمدی مظلوم بھائیوں کیلئے درد دل سے درخواست دعا ہے۔